ملک غلام نبی (لاہور)

دل بھر آیا جو تری مہر و وفا یاد آئی

جناب ملک غلام نبی امرتسری، تحریک پاکستان کے بہت نمایاں کارکنوں میں سے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد وہ بائیں بازو کی سیاست اپنانے اور وزارت کو جالینے میں بھی کامیاب رہے۔ ذیل کی تحریر دراصل ان کے اخباری مضامین کے مجموعہ "داغوں کی بہار" سے ماخوذ اقتباسات کی مرتب شکل ہے۔ (ذوالکفل بخاری)

۱۹۳۵ء میں "بال جبریل" کا شائع ہونا تھا کہ نوجوان طبقہ نے اسے اپنے لئے مشعل راہ سمجھا۔ کالجوں میں، ہوسٹلوں میں، ہوٹلوں میں، ریستورانوں میں ہر جگہ اسی کا تذکرہ ہوا کرتا تھا اور خودی کے ایک نئے تصور پر بحثیں ہوا کرتی تھیں۔ کسی کو کوئی رباعی پسند تھی کوئی کسی شعر کو بار بار الاپ رہا تھا۔ عجیب کیفیت تھی۔

انہی دنوں مجلس احرار اسلام کا طوطی بول رہا تھا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری (مرحوم) کی تقریریں جو نماز عشاء کے بعد سے نماز فجر تک جاری رہتی تھیں مجمع پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری کر دیتی تھیں۔ ان تقریروں میں بال جبریل کے کئی اشعار کا ترنم سے پڑھنا سونے پر سہاگے کا کام کر دیتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ شاہ جی نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ اگر انگریز اقبال کو سمجھ جاتا تو اسے تختہ دار پر لٹکا دیتا اور اگر قوم سمجھ جاتی تو وہ فرنگی کے خلاف ایسا انقلاب برپا کر دیتی کہ دنیا کے بڑے بڑے انقلابوں میں اسکا نام ہوتا۔

شاہ جی کی آواز میں اس بلا کا جادو تھا کہ میں نے اپنی ساری زندگی میں ان جیسا خطابت کا شہسوار نہیں دیکھا۔ اور سچی بات یہ ہے کہ میں نے جو کچھ سیکھا ہے میرے اللہ نے جو زبان اور قلم کی تھوڑی سی دولت مجھے عطا فرمائی ہے اور اپنے ماضی الضمیر کو بیان کرنے کی جو قدرت دی ہے یہ سب انہی کی صحبتوں کا فیض ہے۔

۱۹۳۷ء میں جب سارے ہندوستان میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے مطابق الیکشن کروائے جارہے تھے تو مسلم لیگ نے بھی اپنے امیدوار کھڑے کئے تھے۔ یوپی میں کانگریس اور مسلم لیگ نے کئی نشستوں پر سمجھوتہ کیا ہوا تھا۔ اسی طرح پنجاب میں بھی کئی حلقوں میں صورتحال واضح نہیں تھی۔ ایک تذبذب کی سی کیفیت پائی جاتی تھی۔ امرتسر شہر کی ایک نشست کے لئے تین امیدوار کھڑے تھے۔ ڈاکٹر سیف الدین کچلو، شیخ محمد صادق بیرسٹر اور شیخ حسام الدین! ڈاکٹر کچلو بطور آزاد امیدوار کے حصہ لے رہے تھے۔ شیخ حسام الدین مجلس احرار کے امیدوار تھے اور شیخ محمد صادق مسلم لیگ میں تھے۔

شیخ حسام الدین سیاسی میدان کے شہسوار تھے ایک تڑپ اور آزادی کا جذبہ رکھتے تھے۔ انہوں نے مصیبتیں بھی اٹھائی تھیں اور جیلیں بھی کاٹی تھیں اور اب تو مجلس احرار اسلام کی پوری حمایت بھی انہیں حاصل تھی گو مسجد شہید گنج کی تحریک کی وجہ سے احرار کی تحریک کافی دب چکی تھی لیکن پھر بھی جس سٹیج پر سید عطا اللہ شاہ بخاری تقریر کر رہے ہوتے تھے وہاں لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ جانا معمولی بات تھی۔

بظاہر تینوں امیدواروں کے جیتنے کے آثار ایک جیسے نظر آ رہے تھے کوئی بھی کسی سے کم دکھائی نہیں دیتا تھا لیکن جلیانوالہ باغ اور ڈاکٹر سیف الدین کچلو ایک ایسی داستان اور ایک ایسا قصہ بن چکے تھے کہ لوگ ڈاکٹر صاحب کو ہیرو تصور کرتے تھے چنانچہ ڈاکٹر صاحب کو چھ ہزار سے زیادہ ووٹ ملے تھے۔ شیخ محمد صادق کو پانچ ہزار کے قریب اور شیخ حسام الدین کو چار ہزار! شیخ محمد صادق نے عذرداری اس بنا پر داخل کر دی کہ الیکشن میں دھاندلی اور غیر قانونی حرکتیں ہوئی تھیں۔ اس لئے الیکشن کالعدم قرار دیا جانا چاہئے اس انتخابی عذرداری کا فیصلہ دوبارہ الیکشن ہونا قرار پایا۔ تینوں امیدوار پھر سے میدان میں موجود تھے لیکن اس دفعہ مسلم لیگ کا ٹکٹ شیخ صادق حسین کو ملا۔ دوبارہ الیکشن ہوئے۔ شیخ صادق حسین کو کوئی سات ہزار ووٹ ملے ڈاکٹر کچلو کو اڑھائی ہزار اور شیخ حسام الدین کو وہی چار ہزار۔

مجلس احرار اسلام یقیناً دل و جان سے ہندوستان کی آزادی چاہتی تھی۔ اس کے لئے اس نے بے شمار قربانیاں بھی دی تھیں۔ اس کے پاس بڑے بڑے ایثار پیشہ لوگ موجود تھے جنہوں نے قید و بند کی صعوبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا تھا جان پر کھیلنے والے کارکنوں کی اس کے ہاں کمی نہیں تھی۔ احرار کا حلقہ اثر پنجاب تک محدود تھا اور یہ بڑی شان سے ابھری تھی اور پنجاب میں بہت مقبول ہو چکی تھی۔ یہ بھی درست ہے کہ اگر مسجد شہید گنج کا پیچیدہ مسئلہ پیدا نہ ہوتا تو یہ باور کیا جا سکتا تھا کہ ۱۹۳۷ء کے صوبائی الیکشنوں میں مجلس احرار کو کافی نشستیں مل جاتیں مگر وہ ایسی پوزیشن میں ہرگز نہیں ہو سکتی تھی کہ پنجاب میں حکومت بنا لیتی جبکہ دوسری طرف ہندو، سکھ اور پنجاب کے جاگیردار اور زمیندار اپنی پوری طاقت اور لاؤ لشکر کے ساتھ تیار بیٹھے تھے۔ انکو گرانا کوئی آسان کام نہیں تھا اور پھر یہ سارے عناصر کامیاب ہو کر کبھی بھی احرار کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار نہ ہوتے۔ خیر یہ بھی کئی حادثات کی طرح ایک حادثہ ہی تھا جو پیش آیا اور گذر گیا۔

سیاست تو ایک گورکھ دھندہ ہے۔ یہ مختلف جگہوں میں انسانیت کو پھنسائے رکھتا ہے۔ مجلس احرار اسلام نے اسلام کی بے پناہ خدمت کی تھی اور آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ عطا اللہ شاہ بخاری کی ایک تقریر ہماری ساری کتابوں سے کہیں بھاری اور وزنی ہوتی تھی۔ انہوں نے پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا لیکن شکست کھا جانے کے بعد شاہ جی نے جس عظمت کردار کا ثبوت دیا تھا وہ انہی کا حق ہے۔ خدا انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور باعظمت انسانوں کو عظیم کردار کے مالک انسانوں کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ماخوذ از صفحات ۷۱-۷۲-۸۹ تا ۹۲-۱۶۴-۲۹۶)

قادیانیوں نے مسجد احرار اور اس کے خطیب (مولانا اللہ یار ارشد) کے متعلق نہایت ناپاک اور ہلاکت آفریں منصوبے بنائے ہیں اور ربوہ میں دہشت گردوں اور قاتلوں کا یہ کٹھ اسی بات کا اظہار ہے۔ لیکن مجلس احرار اسلام کا بھی اٹل فیصلہ ہے کہ کفر و ارتداد کو سر اٹھانے کا موقعہ نہیں دیا جائے گا۔ اس لئے دشمن کسی بھول میں مبتلا نہ رہے۔ (بقیہ صفحہ ۶۱ پر)